362

نمبر ۴۳۵ رجسٹرڈ ایل

قادیانی غلام احمد

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۹ | مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل و احسان سے اچھی ہے۔

خاندان نبوت و خلافت اولیٰ میں بفضل خدا ہر طرح سے خیریت ہے۔

چودہری فتح محمد صاحب جو چند دنوں کے لئے اپنے گھر تشریف لے گئے تھے۔ واپس دار الامان آ گئے ہیں۔

مورخہ ۱۸ جنوری کو کافی بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے سردی میں کافی طور پر اضافہ ہو گیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی سفر لنڈن سے واپسی پر بصرہ ٹھہر گئے تھے۔ مورخہ ۱۹ جنوری بفضل خدا بخیریت واپس دار الامان تشریف لے آئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

قائمقام ناظر اعلیٰ جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ چند یوم کے لئے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے انکی جگہ ناظر اعلیٰ اور پریزیڈنٹ صدر انجمن احمدیہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مقرر ہوئے۔

افسر مقبرہ بہشتی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جناب چوہدری صاحب موصوف کی جگہ قائمقام افسر بہشتی مقبرہ مقرر ہوئے ہیں۔

اعلان نکاح حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی دوسری صاحبزادی سلیمہ بیگم کا نکاح بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ میاں عبد الرحیم خان صاحب ہزاروی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھایا۔

(۳) ۱۵ جنوری ۱۹۲۵ء کو مولوی حمید اللہ خان صاحب مولوی فاضل کا نکاح افسر جہاں بیگم بنت الطاف حسین خان صاحب عرف چندا خان صاحب ساکن ریاست رامپور کے ساتھ بعوض مبلغ پانصد روپیہ مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔

درخواست دعا جناب رشید احمد خان صاحب احمدی گرداور قانونگوئی منٹگمری اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ اور چھوٹا بچہ جو کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوا تھا بیمار ہیں۔ احباب ان دونوں کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں۔

درخواست دعائے مغفرت میرے عزیز حافظ نصیر محمد خان صاحب سب اوورسیر اہار خانپور ریاست بہاولپور کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ چونکہ خانپور میں کوئی جماعت نہیں اس لئے تمام احمدی احباب سے التماس ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد شفیع دہلوی

گذشتہ جلسہ سالانہ پر مہمانوں کی تعداد

اس غرض سے کہ تا ریکارڈ قائم رہے۔ اور آیندہ مقابلہ کے لئے کام آ سکے۔ نیز اس امر سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی اطلاع کے لئے مندرجہ ذیل اعداد شائع کئے جاتے ہیں۔ احباب کو معلوم ہے کہ جلسہ سالانہ کا انتظام دو جگہوں پر یعنی اندرون قصبہ و بیرون قصبہ تقسیم ہوتا ہے۔ اور عموماً ۲۳ دسمبر سے شروع ہو کر ۳۰ دسمبر تک رہتا ہے۔ سو یہ اعداد اسی اصول کے مطابق تیار کئے گئے ہیں۔ اور یہ اعداد خوراک کی پرچیوں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ صبح کے وقت خوراک کی پرچی عموماً کچھ گر جاتی ہے۔

تاریخ	وقت	جائے انتظام	تعداد	جائے انتظام	تعداد	میزان	کیفیت
۲۳/۱۲/۲۴	صبح	اندرون قصبہ	۶۷۳	بیرون قصبہ	۰	۶۷۳	
//	شام	//	۹۵۰	//	۰	۹۵۰	
۲۴/۱۲/۲۴	صبح	//	۱۷۰۶	//	۰	۱۷۰۶	
//	شام	//	۱۸۵۱	//	۴۰۰	۲۲۵۱	کھانا اندرون سے گیا تھا
۲۵/۱۲/۲۴	صبح	//	۱۳۱۵	//	۱۰۱۸	۲۳۳۳	
//	شام	//	۳۲۴۴	//	۳۶۳۰	۶۸۷۴	
۲۶/۱۲/۲۴	صبح	//	۲۹۴۳	//	۳۸۷۶	۶۸۱۹	
//	شام	//	۳۵۷۰	//	۷۶۴۸	۱۱۲۱۸	
۲۷/۱۲/۲۴	صبح	//	۳۸۸۹	//	۵۱۵۰	۹۰۳۹	بیرون قصبہ کی تعداد میں
//	شام	//	۴۴۸۸	//	۷۹۴۱	۱۲۴۲۹	کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے
۲۸/۱۲/۲۴	صبح	//	۴۴۲۸	//	۵۶۱۶	۱۰۰۴۴	
//	شام	//	۴۱۴۰	//	۶۳۹۷	۱۰۵۳۷	
۲۹/۱۲/۲۴	صبح	//	۴۰۰۰	//	انتظام بیرون میں ختم ہو گیا	۰	بیرون رپورٹ موصول
//	شام	//	۳۴۳۰	//		۳۴۳۰	نہیں ہوئی۔ اس لئے
۳۰/۱۲/۲۴	صبح	//	۲۱۲۰	//	//	۲۱۲۰	اعداد ناقص ہیں)
//	شام	//	۱۳۳۴	//	//	۱۳۳۴	

خاکسار میرزا بشیر احمد۔ نائب ناظم جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء قادیان ۲۵/۱/۱۸

ریویوز

کیفیت وید احباب مہاشہ منشی فضل حسین صاحب کے نام سے بخوبی واقف ہو گئے۔ انہوں نے کافی عرصہ علم سنسکرت کے حصول اور ویدک دہرم کی تحقیق میں صرف کیا ہے۔ علاوہ دیگر مضامین اور رسالوں کے جو آپ نے وقتاً فوقتاً افادہ عام کے لئے شائع کئے۔ رسالہ کیفیت وید بھی ان کی محنت کا قابل قدر نمونہ ہے۔ جو حال ہی میں مولوی عنایت اللہ صاحب مالک نصیر بک ایجنسی قادیان نے شائع کیا ہے اور قیمت ۵ر پر مل سکتا ہے۔

پیام امین مولوی محمد عبد اللہ صاحب بتہاس سابق ایڈیٹر وکیل نے ۸۰ صفحے کا ایک رسالہ پیام امین شائع کیا ہے جس کا سائز ۲۶×۲۰/۸ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی اچھا ہے مضمون کے لحاظ سے بھی بہت مفید رسالہ ہے۔ کیونکہ اسمیں آپ نے قرآن کریم کی تاریخ اور اس کی ہر ایک خوبی اور کمال کے متعلق یورپ کے اعلیٰ مصنفین کی شہادتیں درج کی ہیں۔ ہمارے نزدیک مولوی صاحب موصوف کی محنت واقعہ میں قابل قدر ہے۔ یہ رسالہ دفتر شوکت اسلام [illegible] سے [illegible] قیمت پر مل سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور پیغامی اصحاب

مولوی محمد احسن صاحب کا فرمان جناب مولوی صاحب موصوف کے نزدیک حضرت مسیح موعود کو لفظ نبی "بطور خطاب" ملا تھا۔ اور خطاب وہ ہوتا ہے جو حقیقتاً نہ ہو۔ اور پھر لطف یہ کہ آپ اس خطاب پانے میں منفرد نہیں۔ بلکہ اور بہت سے بزرگ بھی شریک مساوی ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی ولی اللہ (مراد مسیح موعود علیہ السلام ہیں) کو بطور "لک خطاب العزۃ" کے نبی نام رکھ دیا جاوے۔ تو اس سے نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ خطاب تو وہی ہوتا ہے۔ کہ جو حقیقتاً نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اوتی الانبیاء اسم النبوۃ واوتینا اللقب۔ یعنی انبیاء کو منصب نبوت دیا گیا اور ہم کو لقب۔"

(رسالہ خاتم النبیین صـ۲۴)

مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ آپ فرماتے ہیں:۔ "حضرت مرزا صاحب نے اگر ظلی اور بروزی نبوت اور فنا فی الرسول کے مقام کا ذکر کیا ہے تو وہ اس میں منفرد نہیں۔ یہ وہی بات ہے۔ جسے سب بزرگ کہتے رہے۔" (آخری نبی صـ۲۹)

ان دونوں بیانات سے واضح ہے۔ کہ اہل پیغام کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن معنوں سے بھی نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا۔ اس میں آپ مخصوص و منفرد نہیں۔ بلکہ یہ وہی بات ہے۔ جو سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اور سب بزرگ کہتے رہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات مقدسہ فرماتے ہیں:۔ "غرض اس حصہ کثیر وحی اور امور غیبیہ میں (مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ظلی نبوت میں ناقل) اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صـ۳۹۱)

نتیجہ نتیجہ صاف ہے۔ کہ پیغامی اصحاب کا قدم جادۂ استقامت سے پھسل چکا ہے۔ کیونکہ خدا کا مسیحؑ جس بات کو اپنے لئے مخصوص قرار دیتا ہے۔ یہ کہتے ہیں:۔ "یہ وہی بات ہے۔ جسے سب بزرگ کہتے رہے۔" اور جس نام پانے کے دوسرے تمام اولیاء اور ابدال اور اقطاب کو مستحق قرار نہیں دیتا یہ اس میں حضرت سید عبد القادر جیلانی کو شریک غالب بتاتے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ جس نبوت مخصوصہ کا دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھا۔ اس کو پیغامی تسلیم نہیں کرتے۔

پیغامی دوستو! ھل منکم رجل رشید،

خاکسار

اللہ دتا جالندھری از قادیان دارالامان،

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء

طاعون اور اسکا حقیقی اور مجرب علاج

دُنیا میں کوئی مرض اور بیماری ایسی نہیں۔ جس کی دوا اور علاج خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو نہ بتایا ہو۔ کوئی مہلک سے مہلک اور خطرناک سے خطرناک مرض لے لو۔ اس کا علاج فن طب کے جاننے والوں نے اپنی عقل و فہم اور تجربہ کی بنا پر کچھ نہ کچھ ضرور مجوز کر رکھا ہے۔ لیکن وہ مرض یا وہ وبا جو خدائی غضب اور آلٰہی قہر کے طور پر دنیا میں برپا ہوئی ہو اس کا علاج سوائے خدائی ہاتھ اور ربانی مدد کے جو وہ کسی اپنے فرستادہ کے ذریعہ دنیا پر بھیجتا ہے۔ سخت دشوار اور ناممکن ہے۔ کیونکہ کوئی دنیاوی انسان اس مرض کا علاج سوچنے اور تجویز کرنے میں دماغی اختراعات سے کام لے کر کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ واقعات سے بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد نبوت میں جب خدا تعالیٰ کا غضب طوفان کی صورت میں دنیا پر ظاہر ہوا اور تمام ملک کے اندر ایسا عظیم الشان سیلاب آیا۔ جس کی وجہ سے سوائے ان چند نفوس کے جنھوں نے خدائی تدابیر اور احکم الحاکمین کے بتائے ہوئے علاج پر عمل کیا۔ اور حضرت نوح ؑ کی تیار کردہ کشتی میں آپ کی کامل پیروی کرکے جگہ حاصل کر لی۔ اور کوئی متنفس پانی اور طوفان کے نذر ہونے سے نہ بچ سکا حتیٰ کہ وہ گمراہ انسان جس نے حضرت نوح ؑ کی مخالفت کرکے خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کو نہایت بے قدری سے ٹھکرا دیا۔ اور اپنے دماغی اختراع سے کام لیکر کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جانے کو اپنے لئے ذریعہ نجات اور طوفان کے تباہ کن اثر سے محفوظ رہنے کا آلہ تصور کیا۔ وہ اس اونچے مقام پر بھی خدا کے قہر سے مخلصی اور نجات حاصل نہ کر سکا۔ پس وہ امراض وہ وبائیں اور وہ عذاب۔ جو خدا تعالیٰ کے کسی مامور کی مخالفت کے نتیجہ میں دنیا پر رونما ہوتے ہیں۔ ان کا علاج دنیاوی دماغوں کے ایجادات سے قطعاً بعید ہے۔

طاعون بھی آج دنیا کے اندر ایک عذاب کی صورت میں حملہ آور ہے۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ پچھلے انبیاء کے زمانہ کے عذابوں کی طرح اس کا علاج بھی دنیاوی اطبا کی طاقت سے باہر ہوتا۔ سو اسی اصول کے ماتحت ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ آج دنیا کا کوئی ڈاکٹر۔ کوئی طبیب اور کوئی سنیاسی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو دعویٰ کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ اس نے اس موذی مرض کا حقیقی علاج دریافت کر لیا ہے۔ ہاں اخبارات کے اندر یہی پڑھنے میں آتا ہے۔ کہ اس مرض کا علاج کی اصل وہ جس کے متعلق دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکے۔ کہ اس کے استعمال سے مریض شفا پا جاتا ہے۔ ابھی تک باوجود ہزار کوشش کے معلوم نہیں ہو سکی۔

لہذا ضروری ہے کہ عوام الناس کی اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے وہ نسخہ پیش کریں جس کے مجرب ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور جس کو خود اس زمانہ کے مرسل و مسیح حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے سامنے پیش کر گئے۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں طاعون کی کثرت سے جب ہندوستان اور دیگر بیرونی ممالک کے اندر ایک کہرام مچ گیا۔ اور گورنمنٹ انگریزی نے بھی ازراہ ہمدردی لوگوں کو طاعون سے محفوظ رہنے کی خاطر ٹیکہ کروانے کے لئے مجبور کیا۔ تو آپ نے ایک کتاب کشتی نوح خدا تعالیٰ کے حکم

اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔

یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے کے ماتحت لکھی۔ اور اس میں بتایا۔ کہ اصل علاج اس مرض کا وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت میں اس کتاب میں لکھ رہا ہوں۔ اور پھر آپ نے اس چھوٹی سی کتاب میں وہ علاج اور نسخہ اس تعلیم کی صورت میں بیان فرمایا جس پر عمل پیرا ہونے سے انسان قطعی طور پر اس مرض میں مبتلا ہونے سے بچ جاتا ہے۔ اور علے الاعلان لکھ دیا:-

"ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم۔ یعنی اس کشتی نوح (آپ کی تعلیم) پر سوار ہو جاؤ۔ خدا کے نام پر ہے۔ اس کا چلنا اور ٹھیرنا۔ آج خدا کے سوا اس کی تقدیر سے کوئی بچ نہیں سکتا وہی رحم کرے تو کرے۔"

پس دنیا کے لوگ اس پُر آشوب وقت میں اگر اس مہلک مرض سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو ان کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی بیعت میں داخل ہو کر آپ کی اس تعلیم پر جو آپ نے کشتی نوح میں بیان فرمائی ہے۔ پورے طور پر عمل کریں۔ تا وہ اس کشتی میں سوار سمجھے جاویں جس پر سوار ہونے سے انسان اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس گھر کی چار دیواری کے اندر محفوظ سمجھے جاویں۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ میں ہر اس شخص کی حفاظت خود کروں گا۔ جو تیرے گھر کے اندر ہو گا۔ اور دار کے معنے یہ نہیں۔ کہ وہی لوگ حضرت مسیح موعود کے گھر میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ جو آپ کے ظاہری اور دنیاوی گھر میں رہتے ہیں۔ بلکہ اس کے اصل معنے خود حضرت مسیح موعود نے کشتی نوح صفحہ ۱ پر ان الفاظ میں بیان فرمائے ہیں:۔

"اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں۔ جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں۔ میرے روحانی گھر میں داخل ہیں"

اخیر میں ہم اپنے برادران طریقت کو بھی خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی آجکل کشتی نوح کو بار بار پڑھیں۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کی بیان کردہ تعلیم کے کسی جزو کو بھی ترک نہ کریں۔ اس لئے کہ ہم پر سب سے زیادہ حجت قائم ہوئی ہے۔ ہم نے خدا کے برگزیدہ مُرسل کو شناخت کرنے کی توفیق پائی۔ اور اس کے اعجازی نشانات کو دیکھ کر اپنے ایمان میں قوت و لذت محسوس کی۔ دنیا نے ہم پر ملامت کی۔ اور جو عذاب اور دکھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس کے پہنچانے میں کمی نہ کی ایسی صورت میں اگر ہم اپنے نمونہ سے کسی کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوں۔ تو ہم سے بڑھکر کون خسارہ میں ہو گا (اللہ محفوظ رکھے۔ آمین)

پس جیسا کہ حضرت امام نے فرمایا۔ ع

نہ عمل ثابت کن آں نور سے کہ در ایمان تست

اپنے اعمال کی اصلاح سے خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرو۔ تا تم پر رحم کیا جاوے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ حفظ ماتقدم کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ اسے بھی استعمال کرو۔ اپنی ہمدردی اسکی مخلوق سے وسیع کرو۔ دوسروں پر رحم کرو۔ تا تم پر بھی رحم ہو۔ صدقات اور خیرات میں سابقت کرو۔ کہ صدقہ خدا کے غضب کو بجھاتا ہے۔ غرض دن بہت نازک ہیں۔ توبہ استغفار اور انابت الی اللہ سے کام لو۔ اور ظاہری اسباب کو ہاتھ سے نہ دو۔ کہ تمسک بالاسباب مومن کا پہلا کام ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

ناظر صاحب صیغہ تالیف و تصنیف کا خطاب اپنے احباب سے

ذیل میں حضرت مولوی شیر علی صاحب ناظر صیغہ تصنیف و تالیف کی ایک ضروری تحریک جو سلسلہ کی مرکزی لائبریری کے متعلق ہے شائع کر کے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ احباب اس لائبریری کو مکمل بنانے کے لئے ہر طرح کوشش کریں (ایڈیٹر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے قبل اجمالاً لائبریری کے لئے کتب بہم پہنچانے کے لئے تحریک کی گئی تھی۔ مگر تاحال احباب کی پوری توجہ اس تحریک کی طرف مبذول نہیں ہوئی۔ مکمل لائبریری کے مہیا کرنے کی بہت جلد ضرورت ہے۔ احباب کا توجہ نہ کرنا دو وجوں سے خالی نہیں۔

۱۔ احباب لائبریری کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ جو کہ میرے خیال میں یہ وجہ کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مجلس مشاورت میں مکمل لائبریری کے مہیا کرنے کے لئے آپ کی طرف سے مختلف تجاویز اور آراء پیش ہو کر پاس ہو چکی ہیں۔

۲۔ پہلے جو تحریک کی گئی ہے۔ وہ ایک اجمال کا رنگ رکھتی ہے اسلئے ممکن ہے۔ بعض احباب پورے طور پر مستفید نہ ہوئے ہوں لہذا تحریک کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں یہی ایک وجہ ہے۔ جو ہو سکتی ہے۔

سو آج وہی تحریک ذرا تفصیل کے ساتھ احباب کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ امید کہ احباب تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش فرما کر مشکور کرینگے۔ لائبریری کے لئے مندرجہ ذیل کتب کی اشد ترین ضرورت ہے۔ جن احباب کے پاس ان کتابوں میں سے جونسی بھی کتابیں ہوں۔ سلسلہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جن احباب کی طرف سے کتابیں آئینگی۔ ان کا نام لائبریری کے معاونین کے ذیل میں درج ہو گا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ابدالآباد تک آئندہ آنے والی نسلیں معاونین کے لئے رحمتیں و برکتیں چاہنے والی ہونگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ چھوٹی سی قربانی کتنا بڑا پھل لانے والی ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کا انشراح صدر کرے۔ اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۔ قرآن شریف کے مختلف تراجم۔ "اردو۔ انگریزی۔ فارسی فرانسیسی یا دیگر زبان میں مخالفین کی طرف سے ہوں یا موافقین کی طرف سے" تفاسیر و حدیث کی کتب۔ فقہ کی کتب۔ تاریخ اسلام۔ کتب کلام و تصوف۔ کتب لغت۔ صرف و نحو بلاغت و ادب وغیرہ جس زبان کی بھی ہوں۔ درکار ہیں یعنی خواہ انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ سنسکرت وغیرہ ہوں۔

۲۔ تمام مذاہب عالم کی الہامی کتب مثل تورات۔ انجیل۔ ژند وید۔ ژند و استا وغیرہ ایسے ہی وہ کتب جن پر کسی مذہب کا دارومدار ہے یا وہ کسی مذہب کی تائید میں لکھی گئی ہیں مثلاً طالمود۔ گیتا۔ مہابھارت۔ گرنتھ وغیرہ۔ مذاہب کی تاریخی کتب جن میں مذہب کے بانیوں اور عقائد کا ذکر ہو۔

۳۔ تمام ان کتب و اشتہارات و رسائل و اخبارات کی جو غیر مبائعین کی طرف سے اب تک شائع ہوتی رہی ہیں یا آئندہ شائع ہوں۔ میاں عبداللہ صاحب تیماپوری۔ مولوی یار محمد صاحب میاں ظہیر الدین اروپی۔ محمد سعید سیالکوٹی وغیرہ دیگر مدعیان کی کتب و اشتہارات وغیرہ۔ عبدالحکیم مرتد کی کتاب وغیرہ۔

۴۔ ایسی کتب و اشتہارات و رسائل جو مخالفین سلسلہ نے شائع کئے ہیں مثلاً ثناء اللہ امرتسری۔ مولوی نذیر حسین دہلوی محمد اسمٰعیل علی گڑھی۔ غلام دستگیر قصوری۔ مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی کرم دین بھیں۔ پیر گولڑوی۔ مولوی حسن نظامی سوامی دیانند۔ پنڈت لیکھرام وغیرہم دیگر مخالفین میں سے بھی جس کی ہو۔

۵۔ ایسی کتب و اشتہارات و رسائل جن میں مخالفین نے گالی گلوچ۔ سب و شتم وغیرہ غلیظ الفاظ استعمال کئے ہوں۔ خواہ اسلام یا بانی اسلام یا حضرت مسیح موعود کے متعلق یا سلسلہ کے متعلق استعمال کئے ہوں۔ حضرت صاحب کی بعثت سے پیشتر کی بھی ہوں۔ تو بھی اور آئندہ جو لکھی جائیں وہ بھی ارسال کرنے کی کوشش کی جائے۔

۶۔ کفر کے فتوے خصوصاً وہ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

۷۔ تمام وہ کتب و رسائل و اشتہارات و اخبارات جو سلسلہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔ بعثت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وقت تک کے جو شائع ہوتے ہیں یا جو آئندہ شائع ہونگے۔ ارسال کرنے کی کوشش کریں۔

۸۔ مشہور اور فتنہ انگیز کتب جو اسلام کے خلاف لکھی گئی ہیں۔ عیسائی مصنفوں نے یا آریوں نے یا دیگر مذاہب کے مصنفین نے مثل سوامی دیانند کی کتب۔ پنڈت لیکھرام عماد الدین پادری۔ اندرمن مراد آبادی کی کتب وغیرہ خصوصاً وہ کتب جو بعثت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب یا بعد لکھی گئی ہیں۔

۹۔ تمام مشہور اور مفید کتب جو مختلف مذاہب کے خلاف خواہ دوسرے مذاہب کی طرف سے خواہ آپس میں مختلف فرقوں کی طرف سے لکھی گئی ہوں۔ مثل ستیارتھ پرکاش وغیرہ یا ہمدردی آریوں کے خلاف کی یا کبھی ہندوؤں کو خلاف۔ یہودی کبھی عیسائیوں کو خلاف۔ عیسائیوں کبھی یہودیوں کو خلاف وغیرہ

۱۰۔ مختلف قسم کی کتب و رسالہ جات و اشتہارات و اخبارات وہ آراء سے یا نوٹ جو اس سلسلہ کے متعلق بعثت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وقت تک اپنے یا غیروں نے دئے ہیں۔ اور آئندہ بھی جو آراء سے جہاں کہیں بھی اس سلسلہ کے متعلق جس کتب و رسالہ و اشتہار و اخبار میں پائیں۔ وہ ارسال کریں۔

۱۱۔ تمام ضروری کتب جو کسی علم کے متعلق ہوں۔ جدید ہوں یا قدیم بلا استفسار اس کے کہ وہ صحیح ہیں یا غلط۔ مثلاً ریاضی سائنس۔ علم فنون۔ علم و حکمت۔ ڈاکٹری طبیبات۔ مشاہیر عالم کی کتب وغیرہ۔

۱۲۔ ایسی کتب جو سلسلہ نے مخالفین کے جواب میں لکھی ہیں خصوصاً وہ کتب جنہیں اسلام کی فوقیت دیگر مذاہب پر دکھائی گئی ہو اور دیگر مذاہب کو ناقص قرار دیا گیا ہے۔ سلسلہ کی کتب میں وہ سب کتابیں شامل ہیں۔ جو بعثت مسیح موعود علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک سلسلہ کے کسی فرد نے بھی تائید اسلام کے لئے تصنیف کی ہیں۔

مذکورۃ الصدر جو فہرست کتب دیگئی ہے۔ ان کتب میں سے جونسی بھی آپ انشراح صدر سے ارسال کرینگے۔ تشکریہ کے ساتھ لی جائینگی۔ اور آپ کا نام معاونین لائبریری میں اندراج ہو جائیگا۔

تمام احمدیہ جماعت کے امیران و سیکرٹریان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ جماعت کے تمام افراد کو اکٹھا کر کے ہر تعلیم یافتہ سے ان کی ذاتی کتب و اشتہارات و رسائل و اخبارات (جو ان کے پاس اب موجود ہیں) ایک فہرست مرتب کرائیں۔ یکمن صورت میں وہ تمام فہرستیں ہمارے پاس بھیجدیں۔ ان فہرستوں میں ان کتب و رسائل و اشتہارات و اخبارات پر نشان کر دیں۔ جو احباب انشراح صدر سے لائبریری کے لئے دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کتب میں سے جو لائبریری کے لئے ضروری ہوں۔ منگوالی جائیں۔

آخر میں ان احباب کی توجہ (جو کتب وغیرہ نہیں رکھتے یا نہیں دے سکتے) اس تجویز کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ جو انہوں نے مجلس مشاورت میں بایں صورت منظور کی ہے کہ "لائبریری کے لئے کتب دینے کی تحریک پر اگر کوئی شخص اس غرض سے کوئی رقم دے کہ اس سے ضروری کتب خریدی جائیں تو وہ رقم لے لی جائے" رقم عطا کرنے والے احباب کا نام بھی معاونین کی فہرست میں اندراج ہو گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ آپ کی پاک قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آپ کے ہر پاک ارادے کا وہ حامی ہو سلسلہ کی ہر ضروریات کے بہم پہنچانے میں جو قربانی آپ کریں۔ وہ قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار شیر علی عفا اللہ عنہ صیغہ تالیف و تصنیف قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ
مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء

جذبات اور عقل دونوں سے ہم کام لینا چاہیئے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

انسانی کاروبار میں دو چیزوں کا تصرف ہوتا ہے

دنیا میں دو قسم کی چیزیں ہمارے دیکھنے میں آتی ہیں۔ جو کہ انسان کے اعمال اور اس کے کاموں میں بہت زیادہ تصرف رکھتی ہیں۔ جو بھی دنیا میں انسان کام کرتا ہے۔ صرف انہی دو چیزوں کے تصرف کے ماتحت کرتا ہے۔ ایک تو انسان کی عقل ہے۔ جس کے ماتحت وہ کام کرتا ہے۔ اور دوسری چیز اس کے جذبات ہیں۔ جن کے ماتحت وہ دنیا میں کاروبار کرتا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان کی عقل اور اس کے جذبات دونوں مل کر کام کرتے ہیں۔ اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مل کر کام نہیں کرتے۔ جس وقت تو انسان کی عقل اور اس کے جذبات مل کر کام کرتے ہیں۔ تب تو انسان نتیجہ میں خوش ہوتا۔ اور راحت پاتا ہے۔ اور اس کو کوئی رنج اور دکھ نہیں ہوتا۔ لیکن جس وقت انسان کے جذبات اس کو اور طرف لے جاتے ہیں۔ اور اس کی عقل اس کو اور طرف کھینچتی ہے۔ اس وقت انسان دکھ اٹھاتا اور تکلیف پاتا ہے۔

دو کیفیتیں

ایسے وقت میں بھی پھر دو کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یا تو انسان کے جذبات غالب آجاتے ہیں اور عقل دب جاتی ہے۔ اور یا عقل ایسی غالب آجاتی ہے۔ کہ جذبات بالکل دب جاتے ہیں۔ اور یہ دونوں حالتیں تکلیف دہ ہیں۔ ایک تو وقتی اثر کے لحاظ سے اور ایک دائمی اثرات کے لحاظ سے جو کام کہ محض جذبات کے ماتحت کئے جاتے ہیں۔ اور عقل بالکل مغلوب ہو کر دب جاتی ہے۔ ان کا نتیجہ تو بعد میں جاکر تکلیف دہ نکلتا ہے۔ اور جو کام کہ ایسی کیفیت کے ماتحت کئے جاتے ہیں۔ جس میں کہ عقل غالب آجاتی ہے۔ اور جذبات بالکل دب جاتے ہیں۔ تو یہ کیفیت موجودہ حالات کے ماتحت بہت مضر ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں سخت گھناؤنی صورت والا نظر آنے لگتا ہے۔ حالانکہ وہ عقل کے ماتحت کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کو سنگدل اور قسی القلب کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ رحم کر رہا ہوتا ہے۔ اور یہ نہیں کہ ایسا کام کرتے ہوئے۔ اس کو کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ وہ خود بھی دکھ اٹھاتا ہے یا کم از کم اس کا دل اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ ان دو کیفیتوں کے علاوہ ایک تیسری حالت یہ بھی ہے۔ کہ انسان کے جذبات اور اس کی عقل دونوں ایک ہی وقت کام کرتے ہیں۔

احساسات بھی نیکیوں کا باعث ہوتے ہیں

یہ احساسات اور جذبات بلا وجہ نہیں پیدا کئے گئے بلکہ یہ مادہ بہت سی نیکیوں کے لئے ممد اور معاون ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے نیک کام انہی کے اثر کے ماتحت انسان کو کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ بعض نیک کام ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں سوچ کرنے کا موقعہ ہی نہیں ہوتا۔ اگر اس وقت انسان سوچنے لگے۔ تو نقصان ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات انسان خود سوچ بھی نہیں سکتا۔ محض جذبات اور احساسات کی وجہ سے نیکی کر دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو مظلوم ہے۔ کوئی دوسرا اس کو مار رہا ہے۔ اس پر ظلم کر رہا ہے۔ تو بچانوے فی صدی ایسے ہونگے۔ جو ظالم کے ہاتھ کو روکیں گے۔ اور اس کو برا کہیں گے اور مظلوم کی طرفداری اور اس کی مدد کرینگے۔ مگر یہ نیکی اور یہ ہمدردی کسی عقل اور فکر کا نتیجہ نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ تحقیق کے بعد وہی ظالم ثابت ہو۔ جس کو وہ مظلوم سمجھ کر اس کی طرفداری کر رہا تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وہی مظلوم ثابت ہو۔ مگر اس سے پہلے وہ اس بات پر غور نہیں کرتا۔ کہ حق کس کی طرف ہے۔ اور کس کی طرف نہیں۔ اور دادرسی کا کون مستحق ہے۔ یہ یا وہ ۔

بغیر سوچے محض جذبات کا اثر

بلکہ اس کے جذبات اور اس کے احساسات خود بخود اس کو کھینچکر مظلوم کی دادرسی کے لئے اس کو آمادہ کر دیتے ہیں۔ اسلئے بسا اوقات یہ احساسات جہاں پر انسان سے بلا سوچے ایک نیکی کا کام کرا دیتے ہیں۔ وہاں پر بعض اوقات ان کے اثر کے ماتحت انسان غلطی بھی کر بیٹھتا ہے۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص چور کو پکڑنے کے لئے دوڑا جا رہا ہوتا ہے وہ غلطی سے اسی کی کمر پکڑ لیتا ہے۔ اور اصل چور ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور اگر اس وقت سوچنے لگتا۔ کہ وہ کس کو پکڑے۔ تو دو چار منٹ اس کے لئے درکار تھے۔ جس سے موقعہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ غرض ایسی حالت میں دونوں صورتیں نقصان دہ ہیں۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ محض جذبات یا محض عقل اس کو کسی نیکی کی طرف لے جائیں۔ یا کسی غلطی کی طرف لے جائیں ۔

جو عقل اور جذبات سے ایک ساتھ کام لے گا

لیکن جو عقل اور جذبات دونوں سے کام لیتا ہے۔ وہ ٹھوکر سے بچ جاتا ہے۔ مثلاً اگر وہ آگے بھاگنے والے کے پیچھے دوڑے۔ اور پہلے اسی کو پکڑ لے۔ تو نقصان بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ چور پکڑا جائے گا۔ اور اس کی حمایت کا جذبہ بھی پورا ہو جائے گا۔ یا مثلاً ایک شخص دوسرے کو مار رہا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حق رکھتا ہو۔ اور مظلوم ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ظالم ہو۔ مگر ظاہری حالات کے ماتحت انسانی جذبات اس کو مار کھانے والے کی امداد کے لئے آمادہ کر دینگے۔ ایسی حالت میں اگر عقل کے ماتحت اپنے جذبے کو وہ اس رنگ میں پورا کرے۔ کہ مارنے والے کے ہاتھ کو پکڑ لے۔ یا اس کو روک دے۔ تو اس کا جذبہ بھی پورا ہو جاتا ہے۔ اور نقصان بھی کوئی نہیں ہوتا۔ غرض ان جذبات اور عقل انسانی سے تین باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض وقت تو جو کام انسان محض عقل یا جذبات کے ماتحت کرتا ہے۔ وہ صحیح ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت غلط۔ اور بعض اوقات مقابلہ میں ایک کا دوسرے کے خلاف صحیح یا غلط نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر عقل کے مطابق کام لیا جائے۔ تو جذبات کے خلاف ہوتا ہے۔ یا جذبات کے ماتحت کیا جائے۔ تو عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ بعض وقت انسان جذبات کو دبا کر محض عقل کے ماتحت کام کرتا ہے۔ تو سخت سنگدل نظر آتا ہے۔ اور بعض اوقات جذبات غالب ہو کر عقل کو دبا بیٹھتے ہیں۔ وہ بھی خطرناک ہوتا ہے۔

ایمان بین الخوف والرجاء

پس ایک مومن کا ایمان جسطرح اپنے ساتھ خوف اور رجاء رکھتا ہے۔ اسی طرح نہ تو اس کو ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ جس سے اس کے احساسات اور جذبات بالکل مٹ جائیں۔ اور نہ ہی ایسا کہ اس کی عقل بالکل اس کے جذبات کے نیچے دب جائے۔ جیسے رسول اللہ صلعم کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے موجود ہے۔ آپ پر غم بھی آئے اور خوشی بھی۔ اگر ماضی پر غم کرنا چاہیئے یا جو ہو چکا .... اس پر غم کھانا نادانی ہے۔ اس خیال سے کہ جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا۔ اس پر غم کیا کرنا تو آنحضرت کبھی غم یا خوشی نہ کرتے۔ چنانچہ عقلی طور پر جنہوں نے اس بارہ میں سوچا۔ ان میں سے ایک گروہ نے تو یہ یقین کر لیا۔ کہ ہر ایک کام اور ہر ایک فعل جو دنیا میں ہو رہا ہے۔ وہ نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس خیال کے ماتحت ہر ایک خوشی کے جذبے کو مٹا دیا ہے۔ اور اس کی جگہ رنج ہی رنج اختیار کر لیا ہے ۔

ایک فلاسفر کی حالت

اسی خیال کے ایک فلاسفر کو کسی نے اس کے گھر بیٹا پیدا ہونے کی خبر دی۔ کہنے لگا۔ بڑی مصیبت سر پر آپڑی۔ پہلے تو ہم دونوں ہی تھے۔ اب تیسرے بیٹے کے کھانے پینے پہننے کی فکر بھی ساتھ لگ گئی۔ یہ بیمار ہوگا۔ تو ہم الگ دکھ اٹھائیں گے۔ مرے گا۔ تو پھر اور صدمہ اٹھانا پڑے گا۔ ہم تو دکھ اور مصیبت میں

پڑ گئے۔ اس لئے وہ پہلے سے ہی اس غم میں رونے لگ گیا۔ ایسے لوگوں کو اگر مال حاصل ہو جائے۔ تو پھر مال کی حفاظت کا غم کرتے ہیں۔ جب تک مال نہیں تھا۔ تو مال نہ ہونے کا غم۔ اور جب مال مل گیا۔ تو مال کی حفاظت کا غم۔ اور پھر جب چور لے گیا۔ تو پھر مال کے چوری چلے جانے کا غم۔ غرض اس گروہ نے جو سمجھا۔ وہ یہی کہ دنیا میں تو غم ہی غم ہے۔ خوشی بالکل نہیں۔ اور دوسرے گروہ نے جو عقلی طور پر سوچا۔ تو انہوں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ دنیا میں خوشی ہی خوشی ہے۔ اور انسان کو ہر بات میں لذت اور سرور حاصل کرنا چاہیئے۔ اور کسی غم اور رنج کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیئے۔ بلکہ ہر بات پر ہنسنا چاہیئے۔ چنانچہ ان لوگوں کے نزدیک جو شخص مر جاتا ہے۔ وہ گویا روز کے دکھوں سے نجات پا جاتا ہے۔ کیونکہ زندگی میں کہیں وہ بیمار ہوتا ہے۔ تو اس کو دکھ ہوتا ہے۔ کہیں علم حاصل کرنے کی اسے فکر ہوتی ہے۔ کہیں عزت حاصل کرنے کی۔ کہیں اپنی کہیں بیوی بچوں کی۔ لیکن جب مر جاتا ہے۔ تو ان ہزار ہا غموں اور فکروں سے اسے نجات ہو جاتی ہے۔ اس لیئے ان کے نزدیک موت سے غم نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ موقعہ خوشی منانے کا ہوتا ہے ؛

ٹھگ پہلے ایک مذہبی فرقہ تھا

اسی خیال کے لوگ ٹھگ کہلاتے ہیں۔ اب تو ان لوگوں کی غرض اور ہو گئی ہے لیکن پہلے یہ بالکل مذہبی فرقہ ہوتا تھا اور ان کے نزدیک یہ زندگی ایک بڑی بھاری مصیبت کی مترادف ہوتی تھی۔ اس لئے وہ عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ جو کسی کو مار ڈالتا ہے۔ وہ اس پر بڑا احسان کرتا ہے۔ کیونکہ مرنے کے ساتھ ہی ہزار ہا دکھوں سے جن میں وہ مبتلا تھا۔ نجات پا گیا۔ اس لئے وہ لوگوں کو قتل کرنے میں بڑا ثواب اور نیکی خیال کرتے تھے۔ اور اس کام کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کرتے تھے

ٹھگوں کو مال کی طمع نہ ہوتی تھی

ان کو مال کی کوئی طمع نہ ہوتی تھی مقتول کے مال کو ہاتھ تک نہ لگاتے تھے۔ اور ان کو یہی یقین ہوتا تھا۔ کہ ہم نے ایک آدمی کو قتل کر کے ایک قیدی کو آزاد کر دیا۔ جیب میں پھانسی کے لئے ایک رسی رکھتے تھے۔ جس کسی کو اکیلے پایا پھانسی ڈالی اور مار ڈالا۔ اور پھر سمجھتے تھے۔ کہ ہم نے بڑا کام کیا۔ اب اللہ ہم پر راضی ہو گیا۔ یہ سنگدلی اور یہ خونخواری اسی خیال کا نتیجہ ہے۔ کہ دنیا میں ہر ایک چیز غم اور دکھ کا باعث ہے۔ یہ لوگ ڈاکٹروں اور طبیبوں پر جو مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ خوش نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ڈاکٹر اور حکیم مرض کا علاج کر کے مریض کے دکھوں کے زمانے کو اور بڑھا دیتے ہیں تندرست ہو کر پھر کبھی وہ بیمار پڑتا ہے۔ کہیں اس کو نوکری کی فکر ہوتی ہے۔ کہیں پڑھنے کی۔ اور کہیں بڑھانے کی حالانکہ افضل کام یہ تھا۔ کہ اس کو کوئی ایسی چیز دیتے جس سے وہ فوراً رخصت ہو جاتا۔ اور اس کی پر درد زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ؛

ٹھگ موت کو راحت جانتے تھے

اس لیے وہ اپنی زندگیوں کو لوگوں کے قتل کے لئے وقف کرتے تھے۔ اور اس کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو وہ خطرے اور ہلاکت میں بھی ڈال دیتے تھے۔ تو اس قسم کے خیالات سے مختلف جماعتیں ہوئی ہیں۔ بعض نے تو محض غم کے جذبے کو بڑھایا۔ اور بعض نے محض خوشی کے جذبے کو ترقی دی۔ کسی نے بھی اپنے احساسات کو طبعی مقام نہیں دیا۔ بعض تو عقل کے پیچھے چلے۔ تو انہوں نے غم کو اصل قرار دیا۔ اور بعض عقل کے پیچھے چلے۔ تو انہوں نے خوشی کو اصل چیز قرار دیا۔ اور ان کی زندگی جانوروں اور درندوں کی طرح ہو گئی۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کو دیکھو۔ وہاں عقل بھی ہے۔ خوشی بھی ہے اور رنج بھی سب باتیں ایک جگہ جمع ہیں۔ کیونکہ آنحضرت نے عقل اور جذبات خوشی اور غمی کو ان کا طبعی مقام دیا ہوا تھا جس کی وجہ سے کوئی قباحت نہیں پیدا ہوتی تھی۔

حسب موقعہ جذبات اور عقل سے کام لو

پس جس جگہ جذبات۔ محبت آشتی اور ہمدردی کے بڑھانے کا موجب ہوں۔ وہاں جذبات کو کام میں لاؤ۔ اور جہاں عقل سے محبت اور تعلقات بڑھتے ہوں۔ وہاں عقل کو کام میں لاؤ۔ مثلاً ایک شخص جو کسی دوسرے کو مار رہا ہے۔ تم اس کو اپنے جذبات کے ماتحت مارنے کی بجائے۔ اس کو صبر کی تلقین کرو۔ اور اس کے ہاتھ کو روک دو کیونکہ ہو سکتا ہے۔ مارنے والا ہی حق پر ہو۔ ان دونوں کی محبت میں تو فرق پڑ ہی چکا تھا۔ اگر اس وقت تم جذبات کے ماتحت اس کو مارو۔ تو تمہارے ساتھ بھی اس کے تعلقات میں فرق پڑ جائیگا۔ لیکن جذبات کو دبا کر عقل سے کام لینے اور مار کھانے والے کو صبر کی تلقین کرنے اور اس کے ہاتھ کو روکنے سے یہ نقص نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ اس وقت عقل سے کام لینے سے تعلقات کے بڑھنے کی زیادہ امید ہے۔ اور جس جگہ جذبات سے کام لینے میں نقصان ہو۔ اور عقل سے کام لینے میں فائدہ ہو۔ وہاں جذبات کو فوراً دبا دو۔ اور ان کی قطعاً پرواہ مت کرو۔ شریعت میں سزائیں رکھی ہیں۔ کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اور قاتل کو قتل کیا جائے۔

جذبات کا تقاضا اور عقل کی رائے

اب جذبات کہتے ہیں۔ کہ اس بچارے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اور مقتول تو مر گیا۔ وہ تو زندہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس قاتل کے مارنے میں کیا فائدہ۔ ان کو سزائیں دینے کے وقت دل میں رحم پیدا ہوتا ہے۔ اور جذبات اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ لیکن عقل کہتی ہے۔ کہ چور کو سزا نہ دی جائے تو لوگوں کے مال اور اس کی وجہ سے جانیں بھی خطرہ میں پڑ جائیں گی۔ وہ چور بھی اس عادت میں زیادہ ترقی کرے گا۔ اور اس کے اس بد نمونہ کے اور بھی بہت سے لوگ اس عادت کے پیدا ہو جائیں گے۔ اور دنیا کا امن برباد ہو جائے گا۔ اور اگر تم قاتل کو قتل نہیں کرتے۔ تو کل کو وہ کوئی اور جان ضائع کرے گا۔ کیونکہ بھیڑیئے کے منہ میں خون لگ گیا ہے۔ اس لیئے اس کی وجہ سے باقی انسان بھی خطرے میں ہیں۔ یہاں پر مقتول کے زندہ ہونے نہ ہونے کا سوال نہیں۔ بلکہ دوسرے لوگوں کی زندگیوں کی حفاظت کا سوال ہے۔ کیونکہ جس نے مشرق کی طرف قدم بڑھایا۔ اس کا دوسرا قدم بھی مشرق کی طرف جائیگا۔ اور جس نے مغرب کی طرف پہلا قدم بڑھایا۔ دوسرا بھی مغرب ہی کی طرف جائے گا۔ اس لئے اگر تم قاتل کو نہیں قتل کرو گے۔ تو زیادہ تر امکان یہی ہے کہ اس کا دوسرا قدم بھی یہی ہو گا۔ کہ وہ کسی اور کو قتل کر دے گا ہاں اگر غلطی اور نادانی سے اس سے کوئی آدمی مارا گیا ہے۔ تو بے شک اس کو قتل نہ کیا جائے۔ کوئی اور سزا دی جائے۔ اسی طرح ان کے علاوہ بعض اور حالات ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جہاں جذبات کا اظہار سخت تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات جذبات کا اظہار تکلیف کا موجب ہوتا ہے

جیسا کہ جنگی موقعوں پر اگر مردوں کو نہلایا کفنایا جائے۔ تو بہت بڑے خطرے ہیں۔ یکدم بیسیوں آدمی مر جاتے ہیں۔ اگر لوگ ان کے کفن اور نہلانے وغیرہ میں لگ جائیں۔ تو بیسیوں زخمی جو خبر گیری سے بچ سکتے ہیں۔ یا ان کی تکلیف کم ہو سکتی ہے۔ وہ بھی سخت تکلیف کے ساتھ جان دیدیں۔ اور پھر خطرہ ہے۔ کہ دشمن یہ مصروفیت دیکھ کر حملہ کر دے۔ تو جان اور ملک دونوں کا نقصان ہو۔ چونکہ اس وقت جذبات کا اظہار مُردوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ برخلاف اس کے زندوں کا اس میں سخت نقصان ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر جذبات کو دبانا ہی ضروری ہے۔ گو انسانی جذبات یہ چاہتے ہیں۔ کہ مرنے والوں کا اعزاز اور اکرام ہو۔ اور عمدگی کے ساتھ نہلا دھلا کر اور کفن دیکر دفنایا جائے۔ مگر عقل کہتی ہے۔ کہ اس میں مردوں کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ مگر ملک کا اور زندوں کا سخت نقصان ہے۔ اس لئے شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ وہ جس حالت میں ہیں ان کو دفن کر دو۔ الگ الگ قبر بنانے کی بھی ضرورت نہیں۔ بظاہر یہ بات طبیعت پر بہت گراں گذرتی ہے۔ لیکن اگر انسان سوچے۔ تو حقیقت کچھ نہیں۔ کیونکہ مردے کو نہلانا یا کفن پہنانا ایک عارضی صفائی

ہوتی ہے۔ چند دنوں کے بعد سب کچھ مٹی ہو جاتا ہے۔ قدرتی درمیان میں ایک پردہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مردہ کی بعد کی حالت نظر سے مخفی رہتی ہے۔ یہ صرف جذبات ہیں۔ جو ان امور کی طرف انسان کو جھکا دیتے ہیں ؛

شریعت نے جذبات کا بھی خیال رکھا ہے

چونکہ انسان ایک شخص کو دیکھتا ہے کہ وہ عمدہ لباس پہنتا ہے۔ اور روزانہ صفائی رکھتا ہے۔ گرمیوں میں سرد اور سردیوں میں گرم کپڑے پہنتا ہے۔ اور وہ اسکی ہر طرح عزت و احترام کرتا ہے۔ اس کے مرنے پر اس کے جذبات یکدم ان حالات کے خلاف نظارے کو برداشت نہیں کر سکتے اس لئے عام حالات کے ماتحت شریعت نے انسان کے جذبات کو ٹھکرایا بھی نہیں۔ تاکہ طبیعت قساوت ہی نہ اختیار کرلے۔ بلکہ مردے کی صفائی کفن دفن اور احترام کا حکم دیا ہے۔ اس خیال سے کہ جو بعد میں ہونے والا ہے۔ وہ تو تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے کیونکہ مختلف موسموں اور وقتوں کے لحاظ سے مردے میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ اور زمین کا شور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ مگر اس کا اثر جذبات پر نہیں ہوتا۔ انسان صرف قبر ہی دیکھتا ہے اور وہی کیفیت اور وہی نظارہ اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ جو دفنانے کے وقت اس کے سامنے تھا۔ پس جس وقت جذبات کے اظہار سے حقیقی نقصان پہنچتا ہو۔ تو اس وقت جذبات کا اظہار ہر گز نہ کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طاعون کی اموات کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ ایسی میتوں کو بغیر غسل اور کفن کے دفن کر دیا جائے۔ اور جنازہ بھی فاصلہ پر کھڑے ہو کر ادا کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بظاہر طبیعت پر یہ بات بہت گراں گذرتی ہے۔ لیکن اگر ہم غور کریں۔ اور سوچیں تو عقلاً یہ بات اس قدر ضروری ہے۔ کہ اس کے خلاف کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے۔ ہمارے نہلا دینے سے یا جنازے کے قریب ہونے سے میت کو کیا فائدہ۔ وہ زندہ تو ہو نہیں سکتا۔ اب اگر اس میں عملی حصہ لے کر چار یا پانچ یا دس آدمی جو زندہ ہیں موت کے منہ میں چلے جائیں۔ تو یہ کوئی عقلمندی نہیں۔ جب تک تو ایک شخص بیمار ہے۔ اس کے بچنے کی امید ہو سکتی ہے۔ ایسی حالت میں تو ضروری احتیاطوں کے ماتحت اگر دس آدمی بھی اس ایک کی خبر گیری اور جان بچانے کے لئے موت کے منہ میں پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ وہ ایثار دکھلائیں ؛

ڈوبنے والے کی مثال

مثلاً اگر کوئی شخص ڈوب رہا ہے تو اس ایک جان کو بچانے کے لئے دس آدمی بھی اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیں۔ تو یہ جائز بلکہ ضروری ہوگا۔ خواہ ڈوبنے والا بعد میں جانبر نہ ہو سکے بلکہ دس میں سے پانچ نکالنے والے بھی چاہے ڈوب جائیں لیکن اگر ایک میت پانی پر تیر رہی ہو۔ تو اس کو نکالنے کے لئے ایک آدمی کا بھی اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا جائز نہیں ہوگا بلکہ بیوقوفی ہوگی۔

بہت سے مقامات پر جذبات دبانے پڑتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اظہار کی بھی غرض تو یہی ہوتی ہے۔ کہ آپس کے تعلقات قائم ہوں۔ اور محبت بڑھے۔ اور ڈوبنے والا یا بیمار زندہ رہے لیکن اگر یہی جذبات ان مقاصد میں روک ہوں۔ اور جس غرض کے لئے جذبات کا اظہار ضروری ہوتا ہے۔ وہ غرض پوری نہ ہوتی ہو۔ تو پھر ان کو دبانا ہی ضروری ہوتا ہے۔ جذبات تو محبت آشتی اور تعلقات کے بڑھانے اور زندگی کے قیام کے لئے بطور خادم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہ بجائے زندگی کے قیام کے ہلاکت کا موجب ہوں۔ تو ان کو دبا دینا ہی ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ اس وقت اس کا مفہوم ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ کسی کا کوئی عزیز مر جائے۔ اور وہ تلوار یا خنجر سے اپنے آپ کو قتل کر ڈالے ؛

خودکشی کا مترادف فعل

پس جو شخص ایسی میت پر جو طاعون کا شکار ہو چکی ہے۔ ضروری احتیاط نہیں کرتا۔ وہ عملی طور پر اپنے آپ کو خنجر سے ہلاک کرتا ہے۔ کیونکہ طاعون کا کیڑا خنجر سے کم نہیں۔ فرق اتنا ہے۔ کہ خنجر نظر آتا ہے۔ اور وہ نظر نہیں آتا۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی عورت بچہ جننے کے وقت جب کہ یہ ثابت ہو جائے۔ کہ اب مرد ڈاکٹر کے ذریعے بچہ جنوانے کے بغیر وہ مر جائے گی۔ لیکن وہ شرم کرتی ہے تو وہ میرے نزدیک خودکشی کا ارتکاب کرتی ہے۔ لوگ تو کہیں گے۔ کہ وہ بڑی عصمت والی بی بی تھی کہ اس نے مرنا منظور کر لیا۔ مگر مرد کے سامنے نہ ہوئی۔ مگر خدا کا رسول کہتا ہے۔ کہ اگر اس وقت جب کہ کوئی عورت جنوانے والی نہیں ملتی اور مرد ملتا ہے۔ اور اس سے وہ پردہ کرتی ہے۔ اور پھر وہ مر جاتی ہے۔ تو وہ خودکشی کی موت مرتی ہے ایک حد تک جذبات سے کام لینا اور ان کا اظہار ضروری بھی ہوتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے اظہار میں نقصان نہ ہو۔ لیکن نقصان کی صورت میں جو ان کو دباتا نہیں۔ اور عقل کے دائرہ کو ختم کر دیتا ہے۔ وہ سخت غلطی کرتا ہے ؛

اس خطبہ کے بیان کرنے کی ضرورت

مجھے اس خطبہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ ایک دوست نے مجھے رقعہ دیا ہے۔ کہ میرے گھر میت ہوئی۔ اور لوگوں میں بہت نفرت پائی گئی۔ اور جنازہ بھی بہت دور کھڑے ہو کر پڑھا گیا۔ میرے نزدیک یہ رقعہ محض جذبات کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ عقل اور فہم کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اگر واقعہ میں طاعون نہ بھی ہو۔ جیسا کہ انہوں نے رقعہ میں لکھا ہے۔ اور بعض ڈاکٹروں نے بھی کہا ہے۔ گو میرے نزدیک تو طاعون ہی تھی۔ ایک ڈاکٹر نے بھی میرے [illegible] اس کے متعلق ذکر کیا۔ اور میں نے تردید کی۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کو طاعون کے سوا کوئی اور مرض نہ تھا۔ جس قسم کے حالات انہوں نے بیان کئے ہیں۔ وہ طاعون پر ہی دلالت کرتے ہیں کیونکہ طاعون کے کیڑے مشابہ امراض میں بھی داخل ہو جاتے ہیں ؛

ایک رئیس کانٹے کے چبھنے سے مر گیا

وزیر آباد کا ایک رئیس باغ سے پھول توڑنے لگا۔ اور اس کی انگلی میں کانٹا چبھ گیا۔ اور اسی سے وہ مر گیا۔ تمام ڈاکٹروں نے یہی رائے دی۔ کہ طاعون کا زہر اس زخم کے راستہ سے سرایت کر گیا تھا۔ تو وبائی امراض بسا اوقات مشابہ شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ خصوصاً ایسی [illegible] مرض کہ جس سے انسان ترت پھرت مر جائے۔ ایسے میں تو ایسے مرض کے وبائی ہونے میں شبہ ہونے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ بعض حالات میں شبہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ وہ شبہ صحیح ہو۔ اور ممکن ہے۔ کہ غلط ہو۔ اگر شبہ کی صورت میں بھی کوئی دوست احتیاط کریں۔ تو طبی طور پر اور شرعی طور پر بھی ان کو اختیار ہے۔ ہاں جب تک کہ کوئی بیمار ہے۔ اس وقت تک تو یہ ضروری [illegible] جہاں تک ممکن ہو۔ احتیاط کا پہلو بھی برتا جائے ؛

ڈاکٹر اور حکیم کا فرض

اگر کوئی ڈاکٹر مریض کو دیکھنے سے انکار کرتا ہے۔ تو وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے ذمہ واری لی ہے کہ میں مریضوں کو دیکھوں گا اور ان کا علاج کروں گا۔ اس لئے جتنا بھی قریب سے قریب ہو کر بیمار کے علاج کے لئے مفید سمجھتا ہے۔ وہ قریب ہو کر علاج کرے۔ ہاں وہ احتیاط کرے۔ مثلاً ننگے حصوں پر ایسی دوائیں لگائے۔ جن کو وہ سمجھتا ہے۔ کہ طاعونی اثر کو زائل کرنے والی ہیں یا ایسی دواؤں سے دھوئے اور اعضاء کو صاف کرے۔ جن کے ساتھ صاف کرنے سے کیڑوں سے جان بچ سکتی ہے۔ اگر وہ ایسے مریضوں کو نہیں دیکھتا۔ اور ان کے علاج میں غفلت کرتا ہے تو وہ اپنے فرض منصبی کو ادا نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی مریض اس مرض سے مر جاتا ہے۔ یا کسی کو اس کے متعلق اس مرض کا شبہ بھی ہے۔ اور وہ احتیاط کرتا ہے۔ تو اس کو اس احتیاط سے روکنا غلطی ہے

وہمی اور کمزور دل لوگوں کے وہم اور کمزوری کا لحاظ بھی ضروری ہے

کئی ایسے کمزور دل ہوتے ہیں جو

محض وہم سے ہی مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ڈر دیکر آگے گویا ان کو عمداً موت کے منہ میں ڈالنا ہے۔ میری اپنی یہ حالت ہے۔ کہ میں جب بیمار کو دیکھوں۔ وہی بیماری مجھے ہو جاتی ہے۔ اس تکلیف اور صدمہ کو میری طبیعت برداشت نہیں کر سکتی۔ دل کی کمزوری بھی ایک بیماری ہے۔ بعض آدمی کسی کا اپریشن ہوتا دیکھ لیں۔ تو وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اب ایسے شخص اگر مجبور کیا جائے۔ تو سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بھی مر جائیگا اس لئے اگر کسی کے دل میں وہم بھی ہے۔ تو ہمیں اس کے وہم کا بھی لحاظ رکھنا پڑے گا۔ بہت باتیں اعصاب سے تعلق رکھتی ہیں لیکن نتائج ان کے ظاہر ہوتے ہیں۔ جذبات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مگر اس وقت تک جب کہ عقل روک اور مانع نہ ہو۔ اس لئے مناسب احتیاط کے ساتھ میت کو دفن کر دینا گلنے سڑنے اور جانوروں سے بچانا ایسی ذمہ داری ہے اگر انسان ادا کر دے۔ تو پھر قطع تعلقات کا خطرہ نہیں رہتا۔ ورنہ جب لوگ اس قسم کا نظارہ دیکھیں گے۔ تو وہ پھر زندوں کی فکر کی بھی کچھ ضرورت نہ دیکھیں گے۔ اس لئے جس حد تک تو جذبات تعلقات کے قیام کا موجب ہو سکتے ہیں۔ عقل کے مطابق ان کا اظہار ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ ان کو دبا دینا ہی ضروری ہوتا ہے

ہماری جماعت کو دونوں پہلو اختیار کرنے چاہئیں

ہماری جماعت کو دونوں پہلوؤں پر پورے طور پر کامل اور مکمل ہونا چاہیئے۔ بیمار اور زندوں کی خدمت میں بھی ایسے ایثار اور قربانی سے کام لینا چاہیئے۔ کہ ایک جان کے بچانے کے لئے پانچ یا چھ اور جانیں بھی خطرہ میں پڑ جائیں۔ تو کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ ہاں جو ظاہر آداب اور احتیاطیں ایسے مریض کی تیمارداری کی ہیں۔ عقل چاہتی ہے کہ ان کو اپنے جذبات کے استعمال کے وقت کام میں لاؤ۔

پھر میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کو محبت اخلاص اور ہمدردی کو بڑھانا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور اگر کوئی بھائی قضاء الٰہی سے کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔ تو اس کی پوری پوری ہمدردی کرنی۔ بعض ایسے بھی مصیبت زدہ ہوتے ہیں۔ کہ ان کا کوئی بھی خبر گیر نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کا ایک شعر ہے۔

بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جدا ہوتا ہے

پس ضرورت ہے کہ ساتھ مصیبت اور تکلیف کے وقت عقل اور فہم کے مطابق اپنے بھائی کی تکلیف کے رفع کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمدردی ایثار اور محبت کا قابل قدر نمونہ دکھانا چاہیئے۔ تا جذبات کے اظہار کا اصل مقصد حاصل ہو۔ اور تعلقات قائم ہوں۔

قانون قدرت سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہے

اور حقیقی تقویٰ یہ نہیں کہ قانون قدرت سے فائدہ نہ اٹھایا جائے بلکہ اس سے فائدہ اٹھانا ہی تقویٰ ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو سامان بچاؤ اور احتیاط کے پیدا کئے ہیں۔ ان سے بھی فائدہ اٹھاؤ۔ طاعون ایک خدا کا غضب ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے نازل ہوا۔ گو ہماری جماعت کے لئے جیسا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ یہ ایک شہادت کی موت ہے لیکن پھر بھی اس میں شماتت اعداء ہے۔ اس لئے احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس فتنہ سے بچائے۔ اور کسی کے لئے ہم ٹھوکر کا موجب نہ بنیں۔

اشتہارات

ایک سود مند مکان رہن ملتا ہے

ایک صاحب اپنا ایک مکان پختہ و خام جو محلہ دارالفضل قادیان کے شمال میں واقع ہے۔ کسی ضرورت کے لئے رہن رکھنا چاہتے ہیں۔ مکان اس وقت مبلغ نو روپیہ ماہوار کرایہ پر چڑھا ہوا ہے۔ گویا سالانہ آمدنی ایک سو آٹھ روپیہ کی ہے۔ زر رہن مبلغ ایک ہزار روپیہ ہوگا۔ خواہشمند احباب میرے واسطہ سے یہ معاملہ کر سکتے ہیں۔ فقط والسلام۔

مرزا بشیر احمد ۔ قادیان ۔

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکیٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ قیمت سوراخ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ مشینے [illegible]

مینیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان (پنجاب)

ضرورت ہے

(۱) ہر جگہ کے احمدی تاجران کی جو بھوپال میں اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہیں (۲) ایسے سرمایہ دار احمدی احباب کی جو کم از کم یکصد روپیہ ایک نفع بخش کام میں لگانا چاہیں۔ مفصل حالات از جنرل سپلائنگ ایجنسی بھوپال

ریویو آف ریلیجنز اردو ماہ جنوری میں عقائد و شریعت فرقہ احمدیہ مکمل درج کر دی گئی ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک [illegible] اپنے نام جاری کرائیں۔ تو ۳ مریں۔ (مینیجر)

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

لال خان ولد کالا خان آڈرہ راجپوت۔ ساکن آڈرہ۔ تحصیل راولپنڈی۔

بنام

نتھو ولد کاموں۔ قوم گنگال ساکن جوہری غربی تحصیل راولپنڈی۔

دعویٰ ۲۹۵ بروئے تمسک

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

نتھو مدعا علیہ باجرائے سمن چند بار سمن کے حاضری عدالت سے پہلو تہی کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اعلام مشتہری کرائی جاتی ہے۔ کہ اگر آپ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۵ء تاریخ پیشی پر حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

نئی کتب جو جلسہ پر چھپیں

احمدیت یا حقیقی اسلام عہ ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱ ۔ سوانح عمری نبی کریم ۱۳ ۔ پیغام آسمانی اور دنیا کی پکار ۔ سیرۃ النبی مجلد عہ ۔ تجربات [illegible] ۔ تحفہ [illegible] ۔ [illegible] اس کے علاوہ [illegible] کی لڑکی [illegible] ۔ کار زار شدھی ۔ [illegible] کیفیت [illegible] ۔ تحقیق [illegible] کتابوں کا انجام [illegible] ۔ جنگ مقدس ۱۲ ۔ ازالہ اوہام [illegible] ۔ آئینہ کمالات اسلام مجلد [illegible] ۔ فہرست کتب مفت۔

نصیر شاپ قادیان

ولایت میں تجارت کرنیوالوں کے لئے ضروری اطلاع

میں انشاء اللہ تعالیٰ شروع فروری میں انگلستان تجارت کے لئے جاؤں گا۔ جن چیزوں کی میں تجارت کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں گائے بکری کی خشک و تر آنت یعنی رودہ۔ قالین و فرش مرادآبادی سیاہ قلم کا کام۔ آبنوس و ہاتھی دانت کے کام کی چیزیں۔ عورتوں کی کشیدہ کاری کے کپڑے وغیرہ ہیں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ وہاں سے کپڑے کے ٹکڑے۔ چمڑے کا سامان ادویات ہندوستان میں بھیجوں۔ اگر کوئی بھائی وہاں سے کچھ منگوانا چاہتے ہوں یا فروخت کے لئے بھیجنا چاہتے ہوں۔ تو میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ نیز میں ہر قسم کی واقفیت بغیر کسی خرچ کے مہیا کروں گا۔ جو صاحب مجھ سے خط و کتابت کرنا چاہیں۔ وہ حسب ذیل پتہ پر مخاطب کریں۔

انعام اللہ سید منزل سیالکوٹ شہر

منشی عبدالرحمٰن [illegible] پرنٹر [illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع ہوا

دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی ۲۲/۹ ۲۶ گواہ شد سید محمد اسمٰعیل ہیڈ کلرک بیت المال قادیان۔ العبد امۃ الرشید قادیان گواہ شد سید لعل شاہ احمدی خاوند موصیہ +

وصیت نمبر ۲۲۰۴

میں جمیلہ خاتون زوجہ سید غلام حسین صاحب سکنہ گڈھی بخنہ ضلع مظفر نگر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائداد تین سو روپیہ نقد ہے زیور ہے اور نہ مہر ہے۔ کیونکہ میں مہر کی رقم خرچ کر چکی ہوں۔ پس میں اپنی موجودہ جائداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے حصہ موجودہ کی رقم ۳۰ روپیہ اور ۸ رشرط اول فیس بذریعہ منی آرڈر ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو بھیج چکی ہوں۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسکے ۱/۳ حصہ پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی ۲۲/۱۱ ۹ گواہ شد سید غلام حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ العبد جمیلہ خاتون بقلم خود گواہ شد سید محمد یوسف عرائض نویس حصار +

وصیت نمبر ۲۲۰۹

میں امۃ العزیز زوجہ ولایت حسین سید سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائداد منقولہ وغیر منقولہ مہر حیا روپیہ کا جو ۱۱۱ روپیہ لبشکل زیورات منتقل ہوچکا ہے اور ۱۰۰ میں نے اپنے خاوند سے وصول کرنا ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا رقم بمد وصیت داخل یا حوالہ کردوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے مجرا کردیجاویگی۔ والسلام۔ العبد امۃ العزیز بانو۔ گواہ شد ولایت حسین دوکاندار قادیان خاوند موصیہ گواہ شد عطاء اللہ قاضی امرتسری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

وصیت نمبر ۲۱۹۶

میں سلطان احمد ولد جھنڈو قوم چاہل ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ الف۔ میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (ب) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (ج) اسوقت میری کوئی جائداد نہیں۔ میں گیارہ روپیہ ماہوار کا مسجد مبارک کا خدمتگار ہوں۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۲ء سے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری وفات پر کوئی ایسی جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو جو میری ماہواری آمدنی سے نہ ہوئی ہو۔ بلکہ کسی اور طریق سے مل جائے تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ المرقوم ۲۲/۱۲ ۴ العبد حافظ سلطان احمد خادم مسجد مبارک گواہ شد محمد عبد اللہ محرر بورڈنگ احمدیہ گواہ شد عبد الرحمٰن مدرس مدرسہ احمدیہ

وصیت نمبر ۲۲۰۳

میں حمیدہ بیگم زوجہ مستری وزیر محمد سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل کردوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ میری موجودہ جائداد صرف پانچسو روپیہ مہر کا ہے ۲۲/۱۱ ۴ گواہ شد جلال الدین بخش مولوی فاضل کاتب وصیت ہذا۔ العبد حمیدہ بیگم زوجہ مستری وزیر محمد۔ گواہ شد امام الدین سکرٹری انجمن احمدیہ سیکھوان والد حمیدہ بیگم بقلم خود +

وصیت نمبر ۱۹۲۰

میں محمد یامین وعبید اللہ وبشیر احمد معہ والد خود نور الدین قوم سنجرا ساکن بستی دیوا سنگھ ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتے ہیں۔ ہم سب کی جائداد مشترکہ قریباً چار ہزار روپیہ کی ہے ہم سب اسکے ۱/۱۰ حصہ یعنی چار صد روپیہ کو بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان وصیت کرکے اقرار کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ دس قسط میں رقم مذکورہ ادا کردیں گے یعنی ہر ایک قسط چالیس روپیہ کی ہوگی اور فصل خریف کے موقعہ پر ادا ہوا کرے گی اور اول قسط سنہ ۱۹۲۱ء سے شروع ہوگی اور آئندہ اگر کوئی جائداد ثابت ہو اسکی بھی اسی قدر حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی فقط والسلام۔ المرقوم ۲۱/۳ ۱۸ العبد نور الدین۔ محمد یامین بقلم خود۔ عبید اللہ محمد بی۔ بشیر احمد گواہ شد شیخ غلام احمد قادیانی حال وارد بستی دیوا سنگھ۔ گواہ شد پہلوان بقلم خود رتانہ ۲۲/۱۲

وصیت ۱۹۲۵

میں خدیجہ بی بی احمدی بنت الٰہی بخش مرحوم قوم بھٹی ساکن ساکن بستی دیوا سنگھ ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد صرف دو صد روپیہ مہر ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ یعنی بیس روپیہ کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان دیکر اقرار کرتی ہوں کہ چار قسط اور قسط اول پانچ روپیہ فصل خریف سنہ ۱۹۲۱ء سے شروع ہوگی فقط والسلام ۲۱/۳ گواہ شد عبد اللہ احمدی شوہر موصیہ خود گواہ شد پہلوان سکنہ رتانہ بقلم خود العبد خدیجہ بی بی بقلم خود

وصیت نمبر ۲۱۸

میں چودھری محمد بوٹا خان ولد جیرا الدین قوم اوان ساکن قادیان ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان ہے جو متصل کوٹھی حضرت میاں شریف احمد صاحب محلہ دارالفضل قادیان میں واقعہ ہے ۲۲/۱۲ ۱۳ موصی محمد بوٹا خان قادیان دارالفضل۔ گواہ شد برکت علی خان محلہ دارالفضل۔ گواہ شد چودھری غلام محمد بقلم خود +

وصیت ۲۱۴

میں غلام نبی ولد محمد کالو قوم ارائیں سکنہ قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان للعہ روپیہ میں رہن ہے اور ۵۰ کے دو کمرے قیمتی ہیں۔ نیز جسقدر میں اور جائداد پیدا کروں اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میرے ورثاء کو کوئی عذر نہ ہوگا ۲۲/۳ گواہ شد مستری دین محمد قادیان العبد غلام نبی بقلم خود گواہ شد مستری امام الدین قادیان +

وصیت ۲۱۵۵

میں ممتاز بیگم بنت سید محمد اشرف ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری سونے کے زیور کے جسکی قیمت الست مالیت ... ہے اور کوئی جائداد نہیں اور اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میرے مرنیکے بعد اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں نے مہر ... دیا ہے۔ اور جو جائداد میرے مرنیکے بعد علاوہ ہو ... بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مالک ہے (۲) اگر میں ...

میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن میں جمع کرادوں اور اسکی رسید حاصل کرلوں تو وہ اس وصیت سے منہا کردی جاوے ۲۲-۱۲-۱۲ العبد ممتاز بیگم جاوید عوضیہ گواہ شد سردار حسین شاہ کنٹونمنٹ اور سیر نوشہرہ۔ گواہ شد سید محمد اشرف ہیڈ کلرک۔ یورپین سکول پنجاب گواہ شد سلطان علی شاہ جنرل مرچنٹ سول بازار کیمل پور۔

وصیت نمبر ۲۱۷۰

میں نور فاطمہ زوجہ شیخ احمد قوم مسلم ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری جائداد صرف مبلغ ما۵ صد روپیہ حق مہر ہے۔ اسکی نسبت میں وصیت کرتی ہوں کہ اسکا ۱/۴ حصہ میرے مرنیکے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیا جاوے۔ یا خود میں اپنی اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو دیدونگی۔ اگر اس سے زیادہ میری جائداد ہوگی تو اسکی نسبت بھی یہی میری وصیت ہے۔ کہ چہارم حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیا جاوے اگر میں اپنی زندگی میں وصیت کا کوئی حصہ داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو یہ رقم منہا کردی جاوے گی۔ یہ وصیتہ تحریر کرکے سند دیتی ہوں۔ — الراقم نور فاطمہ اہلیہ شیخ احمد دت مسلم۔ گواہ شد غلام محمد گورنمنٹ پنشنر سکنہ قادیان والد شیخ احمد ۲۳-۵-۱۰ء۔ گواہ شد عبد العزیز نومسلم سکنہ قادیان

وصیت نمبر ۲۱۸

میں محمد طفیل ولد منشی محمد علی خان قوم ککے زئی ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد قریباً بارہ ہزار روپیہ کی ہے۔ جسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک اس وصیت کے ذریعہ سے میں انجمن صدر احمدیہ قادیان کو قرار دیتا ہوں۔ اس جائداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اراضی واقعہ بٹالہ و موضع خطیب قیمتی چار ہزار آٹھسو روپیہ تین مکانات واقعہ شہر بٹالہ قیمتی سات ہزار دو صد روپیہ۔ کل میزان بارہ ہزار روپیہ۔ اس جائداد کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائداد اپنی زندگی کے اندر بنالوں تو میرے مرنیکے وقت نئی جائداد شامل کرکے جس قدر جائداد ہوگی اس سب کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اینز اس حصہ وصیت کو میں نے اپنی ماہوار آمدنی کے عشر کے رنگ میں اپنی زندگی میں ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء سے ادا کرنا شروع کردیا ہوا ہے اور انشاء اللہ بعونہ و کرمہ تعالیٰ اسی طرح ادا کرتا رہوں گا۔ جبتک کہ سالم حصہ وصیت یعنی دسواں حصہ جائداد وصیت کردہ کا پورا نہ ہوجائے یہ عشر اپنی ماہوار کا یا اسکے علاوہ جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کرجاؤں ایسی تمام رقوم میرے حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاوے۔ اور باقی جس قدر صحیح طور پر مجھ سے واجب الادا ہو اسکی ادائیگی کے ذمہ دار میری ورثاء

اور میری جائداد ہوگی۔ لہذا یہ چند حروف لکھدیے ہیں کہ سند رہے المرقوم ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء خاکسار محمد طفیل احمدی عفا اللہ عنہ ٹیچر احمدیہ سکول قادیان۔ گواہ شد عطا اللہ قاضی بقلم خود مدرس مدرسہ احمدیہ — گواہ شد عبد السلام بھٹی بقلم خود مدرسہ احمدیہ —

وصیت نمبر ۲۱۸۵

میں آمنہ زوجہ شیخ عبد الغنی صاحب نائب تحصیلدار قوم شیخ ساکن وڈالہ بانگر ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) اسوقت میری جائداد زیور اور مہر ملاکر الف ۵۶ روپیہ کی ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر کوئی رقم بعد وصیتہ داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ اگر کوئی اور زائد جائداد علاوہ اسکے حاصل ہوگی۔ تو اسکی نسبت بھی یہی وصیت ہوگی فقط ۹ اگست ۱۹۲۲ء۔ آمنہ بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد عبد الغنی نائب تحصیلدار علی پورہ ضلع مظفر گڑھ بقلم خود گواہ شد عبد الحق ولد عبد اللہ قوم شیخ

وصیت نمبر ۲۱۸۷

میں چودھری محمد بوٹا خاں ولد بدر الدین قوم آوان ساکن قادیان ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان ہے جو متصل کوٹھی حضرت میاں شریف احمد صاحب محلہ دار الفضل قادیان میں واقعہ ہے ۲۲-۹-۱۴ موصی محمد بوٹا خان قادیان دار الفضل گواہ شد چودھری غلام محمد بقلم خود۔ گواہ شد برکت علی محلہ دار الفضل +

وصیت نمبر ۲۱۸۸

میں چودھری عبد اللہ خاں ولد چودھری فتح دین قوم آوان ساکن قادیان محلہ دار الفضل ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیتہ داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان جو متصل کوٹھی حضرت میاں شریف احمد صاحب ہے اور محلہ دار الفضل قادیان میں واقعہ ہے

المرقوم عبد اللہ خان بقلم خود۔ گواہ شد حاکم دین دوکاندار قادیان۔ گواہ شد چودھری غلام محمد سکینڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان۔

وصیت نمبر ۲۲۳۱

میں خاکسار سلطان محمد ولد امام بخش قوم نجار شانہ گر ساکن امرتسر دروازہ لوہ گڑھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیتہ داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میرے حصہ کی اسوقت قریباً الف ۵۵ روپیہ کی ہے۔ فقط تحریر بتاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۲۲ء بقلم خود سلطان محمد مذکور موصی۔ گواہ شد محمد عبد العزیز ولد عدل دین بقلم خود گواہ شد سکرٹری انجمن احمدیہ سکار بقلم خود

وصیت نمبر ۲۲۱۲

میں محمد بخش ولد جھنڈا قوم کمہار ساکن فیروز والہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت موجودہ جائداد از قسم مال مویشی و سامان خانہ داری وغیرہ قیمتی مبلغ ما ۲۵ ہے غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اسکے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی — گواہ شد محمد افضل شاہ بقلم خود العبد محمد بخش مذکور گواہ شد محمد عبد الرحمن ٹھیکیدار بھبٹہ بقلم خود

وصیت نمبر ۲۲۰

میں محمد بخش ولد بھگو قوم نجار پیشہ ٹھیکیداری ساکن قلعہ لعل سنگھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیتہ کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان قیمتی ما۵۰ روپیہ اراضی زرعی جو کہ میرے پاس رہن ہے قیمتی الف ۱۰۰ روپیہ اراضی زرعی بیمہ شدہ قیمتی الف ۲ روپیہ ۱۲ کنال ہے نقد مبلغ سمار المرقوم ۲۲-۱۱-۱۴ الراقم موصی محمد بخش۔ گواہ شد مرزا غلام اللہ پٹواری قلعہ لعل سنگھ عفی اللہ عنہ کاتب تحریر ہذا بقلم خود۔ گواہ شد فتح محمد ولد بھگو برادر حقیقی +

وصیت نمبر ۱۴۰۰

میں وزیر محمد ولد بوٹا قوم جٹ ساکن شہر پٹیالہ حال مہاجر قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وصیت پر عملدرآمد ۸ ر جولائی ۱۹۱۸ء سے ہو

(۱) میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ لہذا میں اپنی ماہواری آمدنی جوکہ اوسطاً عسہ ماہوار ہے جسکا دسواں حصہ مبلغ عہ ماہوار ہوتے ہیں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ مبلغ عہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اسیطرح کمی بیشی آمدنی کی صورت میں چندہ موعودہ میں کمی بیشی ہوتی رہیگی۔ نیز اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد جو علاوہ میری اس آمدنی کے پیدا یا ثابت ہو اسپر بھی وصیت یعنی ۱/۱۰ حصہ پر حاوی ہوگی فقط

والسلام ۶/۴ گواہ شد العبد گواہ شد
جلال الدین شمس قادیان وزیر محمد عبد العزیز قادیان

ضمیمہ وصیت نمبر ۱۱۸۲

میں عبد الرحمٰن ولد انگند قوم چیر (احمدی) ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جوکہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں نے پہلے اس سے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ہوئی ہے میری یہ وصیت جو اس وصیت (۱۱۸۲) کا ضمیمہ ہے۔ اسکے ہمراہ شامل کی جائے۔ اسوقت میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات تک میری پہلی وصیت پر عمل رہیگا اور میری وفات پر جو جائداد میری خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ میری ملکیت یا قبضہ میں ثابت ہو تو اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو قبضہ کرنیکا اور وصول کرنے کا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت میں خرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہوگا۔ اسوقت میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے نقد روپیہ مالیت عہ اور اسی قدر رقم کا مال بھی موجود ہے۔ فقط

۲/۱ گواہ شد العبد
نظام الدین مندی بقلم خود بقلم خود عبد الرحمٰن احمدی دوکاندار

گواہ شد محمد حسین احمدی قادیان +

وصیت نمبر ۱۶۶۱

میں امام دین ولد نور محمد کشمیری سکنہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد مکان قیمتی عہ نقد و دیگر منقولہ جائداد دلدار کل چھ سو روپیہ ہے۔ مکان میں نے فروخت کردیا ہے جائداد مذکورہ بالا کے دسواں حصہ مبلغ سے ۵ اپنی زندگی میں باقساط ادا کردوں گا۔ اگر نہ کرسکوں تو میری موجودہ جائداد سے وصول کیا جاوے اگر جائداد اور بڑھ جاوے۔ تو انجمن احمدیہ قادیان بروئے شرط نمبر ۱ اسکی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ اور اگر جائداد کم ہو جاوے۔ تو بھی انجمن مذکور سے ۵ میری جائداد مذکور سے وصول کرسکتی ہے —

الراقم امام دین بقلم خود گواہ شد الف الدین کشمیری بقلم خود گواہ شد رحیم بخش سکنہ چونڈہ بقلم خود۔ گواہ شد مہر الدین سکرٹری انجمن احمدیہ چونڈہ +

وصیت نمبر ۲۰۱۴

میں گلزار بیگم زوجہ شریف احمد ارائیں ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت جائداد منقولہ پانچسو چالیس روپیہ کی ہے۔ ۸/ نقد ۸/ زیورات مہر مالعہ اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو تو اسکے بھی اسیقدر حصہ یعنی ۱/۱۰ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان لینے کی حقدار ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ فقط۔ مہر دسمبر ۱۹۲۱ء

گواہ شد شریف احمد خاوند موصیہ العبد گلزار بیگم زوجہ شریف احمد اسٹیشن ماسٹر امراکا۔ گواہ شد رحمت علی مولوی فاضل۔ قادیان۔

وصیت نمبر ۲۱۶۰

میں محمودہ بیگم زوجہ قائم علی قریشی ساکن دولت پور ضلع سیالکوٹ حال وارد قادیان کی ہوں۔ اور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے مہر ۸ زیورات عہ پارچات عہ کل عہ گواہ شد قائم علی خاوند موصیہ ۵/۲۴ العبد محمودہ بیگم ۵/۲۴

گواہ شد مولا بخش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۵/۲۴

وصیت نمبر ۲۱۳۵

میں حمیدہ بیگم زوجہ ڈاکٹر حاجی خان صاحب قوم مغل ساکن کراچی حال وارد میرپور تحصیل و ضلع سکھر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروک کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ عہ اور زیورات مندرجہ ذیل ہیں:
ہار طلائی ۳ عدد - نتھ طلائی ۱ عدد - جھمکے طلائی ایک جوڑی - انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد -
تیلی ناک طلائی مرصع ہیرا ایک عدد - چوڑیاں طلائی ۲ عدد - پازیب نقرئی جوڑی - بینگ کڑے طلائی ہاتھ کی جوڑی - بٹن طلائی گلو کے ۴ عدد - المرقوم ۲۵/۲/۲۴ حمیدہ بیگم زوجہ ڈاکٹر حاجی خان۔ گواہ شد محمد ابراہیم بقاپوری امیر تبلیغ

گواہ شد ڈاکٹر حاجی خان سکھری خاوند موصیہ

۲۴ - ۳ - ۲۴

وصیت نمبر ۲۱۹۳

میں کبریٰ بنت بابو محمد علی خان صاحب زوجہ مفتی عبد السلام صادق قوم افغان ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ میرا زیور قیمتی مبلغ تین سو روپیہ۔ میرے زری ور ریشمی کپڑے قیمتی مبلغ دو صد روپیہ۔ المرقوم —

گواہ شد مفتی محمد صادق العبد کبریٰ خاتون بقلم خود۔ گواہ شد عبد السلام صادق خاوند موصیہ۔ گواہ شد قاضی حبیب اللہ +

وصیت نمبر ۲۰۸۵

میں مرزا نصر اللہ خان ولد مرزا نتھے خان مغل سکنہ بیراں ضلع لودھیانہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی کل ماہوار آمد اور اپنی جائداد غیر منقولہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جوکہ حسب ذیل ہے۔ یعنی اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بخزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ میں نے ایک قطعہ زمین کنال ۳ کنال ۵ مرلے واسطے آبادی قادیان محلہ دار الفضل میں خرید کی ہے۔ صدر انجمن قادیان جبوقت چاہے اور جس صورت میں چاہے اسکے دسویں حصہ پر قبضہ کرے۔ اسکے علاوہ اگر کوئی میری اور جائداد میری وفات کے بعد ثابت ہوگی یا کہ ایسی آمدنی سے بنی ہو جس کے دسویں حصہ کو میں ادا نہ کرچکا ہوں تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق حاصل ہے کہ حسب وصیت ہذا کے

اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہو اسلیئے یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدیا۔ نصراللہ خان احمدی سب اورسیر محکمہ نہر بنگلہ زیم تحقیل چارسدہ ضلع پشاور۔ گواہ شد کمال الدین بقلم خود۔ گواہ شد جمال الدین احمدی بقلم خود +

وصیت نمبر ۲۱۶۶

میں محمدی بیگم زوجہ ثانی شیخ فضل احمد صاحب بنت مولوی سراج الحق صاحب قوم قریشی ساکن پٹیالہ ضلع پٹیالہ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے پاس اسوقت الصہ/ کا زیور موجود ہے میں اسکا ۱/۳ یعنی ما صہ اپنی زندگی میں ادا کرونگی انشاء اللہ اگر ادا نہ کرسکوں تو بعد مرگ میرے ترکہ سے وصول کرنے کا صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا (۲) اگر میرے مرنیکے بعد میرا ترکہ اس رقم سے زیادہ کا پایا جاوے تو الصہ/ سے اوپر جسقدر رقم ہو اُسکا دسواں حصہ بھی اس رقم متروکہ سے وصول کیا جاوے (۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی —

گواہ شد فضل احمد ہیڈ کلرک عشا کیمل پور راولپنڈی بشوہر موصیہ العبد محمدی بیگم زوجہ ثانی شیخ فضل احمد صاحب۔ گواہ شد محمد ابراہیم احمدی کلرک پوسٹ آفس ہری ضلع راولپنڈی

وصیت نمبر ۲۱۵۲

میں رمضان بی بی زوجہ غلام حسین ارائیں ساکن اراضی یعقوب ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی ما صہ نقد مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ جو میرے خاوند نے مجکو مہر میں دیئے ہیں۔ اگر آئندہ کوئی اور جائداد پیدا ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ــ

العبد رمضان بی بی بقلم خود۔ گواہ شد غلام حسین احمدی نمبردار شوہر موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد عنایت اللہ ولد حکم الدین ارائیں بقلم خود

وصیت نمبر ۲۱۵۳

میں محمد رشید ولد مولوی محمد اعظم شیخ انصاری ساکن پنڈوری ضلع گورداسپور حال کلرک قلعہ میگزین فیروزپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) چونکہ میری اپنی ذاتی کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بجز ملازمت کے نہیں۔ لہذا میں وصیت کرتا ہوں کہ میں اپنی حین حیات میں اپنی ماہواری آمدن جو اسوقت للعہ روپیہ ہے۔ اور جس میں حسب الوقت تبدیلی ہوتی رہیگی۔ کا دسواں حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس مذکورہ بالا جائداد یعنی ملازمت کے علاوہ کوئی جائداد مجھے مل جاوے یا ثابت ہوسکے تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اسکے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار ہوگی مگر دسواں حصہ آمدن ادا کرکے جو مال جمع ہو یا اسکی جائداد ہو اسکے عشر کی انجمن حقدار نہ ہوگی ۱۱/۱۹۱ ۔ گواہ شد فرزند علی سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور۔ العبد عاجز محمد رشید احمدی کلرک قلعہ میگزین فیروزپور گواہ شد علی مہر کلرک قلعہ میگزین شہر فیروزپور۔ گواہ شد محمد عبد اللطیف احمدی کلرک قلعہ۔

وصیت نمبر ۳۹۴

میں طالع بی بی زوجہ ولایت مرحوم قوم جٹ سکنہ پوہلہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اپنی جائداد متروکہ کے متعلق۔ (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (ب) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (ج) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۵۵ کنال زمین مزروعہ جو مجھے اپنے بیٹے چودھری غلام محمد صاحب نے بطور بخشش کے دی ہے۔ اسکی قیمت الصہ/ روپیہ ہے۔ نیز صہ روپیہ کا زیور ہے یعنی میری کل جائداد اسوقت قیمتی الصہ روپیہ ہے۔ والسلام الراقم طالع بی بی زوجہ چودھری ولایت۔ گواہ شد عبد اللہ خان بقلم خود امیر جماعت احمدیہ داتا زید کا۔ گواہ شد غلام محمد بقلم خود پو

وصیت نمبر ۲۱۳۴

میں حشمت بی بی بنت عبد الغنی (سکرٹری انجمن احمدیہ اوجلہ) ارائیں ساکن قادیان ضلع گورداسپورہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر زر وصیت میں سے کوئی رقم اپنی زندگی سے پہلے ادا کروں تو اس قدر رقم زر وصیت سے منہا کردی جاوے گی۔ میری موجودہ جائداد منقولہ کل اسوقت یہ ہے۔ زیور یکصد روپیہ۔ مہر یکصد روپیہ۔ اسباب جہیز یکصد روپیہ۔ کل تین صد روپیہ ــ

گواہ شد عبد الاحد متعلم فاضل کلاس مدرسہ احمدیہ العبد حشمت بی بی محلہ دار الرحمۃ قادیان گواہ شد اکبر علی خاوند موصیہ گواہ شد عبد الغنی

وصیت نمبر ۲۱۹۹

میں خورشید بیگم زوجہ مرزا محمد شفیع قوم مغل سکنہ دہلی حال قادیان ضلع گورداسپورہ۔ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی چار صد روپیہ۔ بقایا مہر مبلغ تین صد روپیہ ۔ ۱/۲۴ ۔۳۰ العبد خورشید بیگم۔ گواہ شد مرزا محمد شفیع خاوند موصیہ گواہ شد محمد اسمٰعیل اسسٹنٹ سرجن۔

وصیت نمبر ۲۲۰۰

میں مرزا محمد شفیع ولد محمد حمید مرزا صاحب مرحوم قوم مغل سکنہ دہلی حال قادیان ضلع گورداسپورہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک کنال زمین واقعہ محلہ دار الرحمۃ قیمتی تین صد روپیہ اور رقم پراویڈنٹ فنڈ جو گورنمنٹ کے صیغہ محکمہ ڈاک خانہ میں جمع ہے جسکی تعداد اسوقت دو ہزار روپیہ ہے۔ العبد خاکسار مرزا محمد شفیع انسپکٹر ڈاکخانجات انبالہ ۱/۲۴ ۔۳۰۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل اسسٹنٹ سرجن گواہ شد ڈاکٹر فضل کریم قادیان +

وصیت نمبر ۲۲۰۱

میں آمنہ بنت سید محمد اسمٰعیل زوجہ سید سلیم شاہ سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری جائداد اسوقت صرف میرا مہر ایک ہزار روپیہ ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں کوشش کرونگی کہ اسکو اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائداد ہوئی تو اُسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۹/۲۴ ۔۲۴ گواہ شد سید محمد اسمٰعیل ہیڈ کلرک بیت المال۔ العبد آمنہ قادیان۔ گواہ شد سلیم شاہ قادیان

وصیت نمبر ۲۲۰۲

میں امۃ الرشید بنت سید محمد اسمٰعیل زوجہ فضل شاہ سکنہ قادیان ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق (۱) میری جائداد اسوقت صرف ایک ہزار روپیہ مہر ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ کوشش کرونگی کہ اسکو اپنی زندگی میں ادا کردوں (۲) میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائداد میری ثابت ہو تو اُس کے